احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

بدھ 19 نومبر 2014ء 25 محرم 1436 ہجری 19 نبوت 1393 ہش جلد 64-99 نمبر 261

شفاف چشمہ

اطالوی مستشرقہ ڈاکٹر وگلیری لکھتی ہیں:۔

تہذیب وتمدن کی شاہراہوں سے دُور بیابان میں ایک جاہل قوم بستی تھی۔ جس کے اندر خالص اور شفاف پانی کا ایک چشمہ نمودار ہوا۔ جس کا نام اسلام ہے......اسلام آیا اور اس نے ان خون خرابوں کو مٹا کر دلوں کے اندر اپنی تاثیر پھونک دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مذہب اخلاق اور مقاصد میں ہم آہنگی پیدا ہوگئی۔ باہمی اخوت کے جذبات موجزن ہونے لگے۔ اسلامی چشمہ ایک ناقابل مزاحمت دریا بن گیا۔ اور اس کے خالص اور پرزور دھارے نے زبردست سلطنتوں کو گھیر لیا۔ جو نئی یا پرانی تہذیب کی حامل تھیں...... یہ وہ شور تھا جس نے سوتوں کو جگا دیا یہ وہ روح تھی جس نے پراگندہ اقوام کو بالآخر وحدت کی لڑی میں پرو دیا۔ (اسلام پر نظر ص 9,16 مترجم جناب شیخ محمد احمد مظہر ایڈووکیٹ لائکپور مطبوعہ 1957ء)

اخلاق عالیہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

رسول اللہؐ کی نظر میں اگر کسی کا عیب آجاتا تو آپ اُسے چھپاتے تھے اور اگر کوئی اپنا عیب ظاہر کرتا تھا تو اُس کو بھی عیب ظاہر کرنے سے منع فرماتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو بندہ کسی دوسرے بندے کا گناہ دنیا میں چھپاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ قیامت کے دن چھپائے گا۔

(مسلم کتاب البر والصلة باب بشارة من ستر اللّٰہ تعالیٰ علیه فی الدنیا بان یستر علیه فی الاخرة)

آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ میری اُمت میں سے ہر شخص کا گناہ مٹ سکتا ہے (یعنی توبہ سے) مگر جو اپنے گناہوں کا آپ اظہار کرتے پھریں اُن کا کوئی علاج نہیں۔ پھر فرماتے کہ اظہار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص رات کے وقت گناہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُس پر پردہ ڈال دیتا ہے مگر صبح کے وقت وہ اپنے دوستوں سے ملتا ہے تو کہتا ہے کہ اے فلانے! میں نے رات کو یہ کام کیا تھا، اے فلانے! میں نے رات کو یہ کام کیا تھا۔ رات کو خدا اُس کے گناہ پر پردہ ڈال رہا تھا صبح یہ اپنے گناہ کو آپ ننگا کرتا ہے۔ (بخاری کتاب الادب باب ستر المومن علی نفسه)

بعض لوگ نادانی سے یہ سمجھتے ہیں کہ گناہ کا اظہار توبہ پیدا کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ گناہ کا اظہار توبہ پیدا نہیں کرتا، گناہ کا اظہار بے حیائی پیدا کرتا ہے۔ گناہ بہرحال بُرا ہے مگر جو لوگ گناہ کرتے ہیں اور اُن کے دل میں شرم اور ندامت محسوس ہوتی ہے اُن کے لئے توبہ کا راستہ کھلا رہتا ہے اور تقویٰ اُن کے پیچھے پیچھے چلا آرہا ہوتا ہے۔ کوئی نہ کوئی نیک موقع ایسا آجاتا ہے کہ تقویٰ غالب آجاتا ہے اور گناہ بھاگ جاتا ہے۔ مگر جو لوگ اپنے گناہوں کو پھیلاتے اور ان پر فخر کرتے ہیں ان کے دل سے احساسِ گناہ بھی مٹ جاتا ہے اور جب احساسِ گناہ بھی مٹ جائے تو پھر توبہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اُس نے کہا۔ یَارَسُوْلَ اللّٰہ! میں نے زنا کیا ہے۔ زنا اسلام میں تعزیری جرائم میں سے ہے یعنی اسلامی شریعت جہاں جاری ہو وہاں ایسے شخص کو جس کا زنا اسلامی اصول کے مطابق ثابت ہو جائے جسمانی سزا دی جاتی ہے۔ جب اُس نے کہا۔ یَارَسُوْلَ اللّٰہ! میں نے زنا کیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور دوسری طرف باتوں میں مشغول ہوگئے۔ درحقیقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُس کو یہ بتا رہے تھے کہ جس گناہ پر خدا نے پردہ ڈال دیا ہے اس کا علاج توبہ ہے اس کا علاج اعلان نہیں۔ مگر وہ اِس بات کو نہ سمجھا اور یہ خیال کیا کہ شاید رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بات کو سنا نہیں اور جس طرف آپ کا منہ تھا اُدھر کھڑا ہو گیا اور پھر اُس نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! میں نے زنا کیا ہے۔ پھر آپ نے دوسری طرف منہ کر لیا۔ پھر بھی وہ نہ سمجھا اور دوسری طرف آکر اُس نے پھر اپنی بات دُہرائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اُس کی طرف توجہ نہ کی اور دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ پھر وہ شخص اُس طرف آکھڑا ہوا جس طرف آپ کا منہ تھا اور پھر اُس نے چوتھی دفعہ وہی بات کہی۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو چاہتا تھا کہ یہ اپنے گناہ کی آپ تشہیر نہ کرے جب تک خدا اِس کی گرفت کا فیصلہ نہیں کرتا مگر اِس نے چار دفعہ اپنے نفس پر خود ہی گواہی دی ہے اس لئے اب میں مجبور ہوں۔ (ترمذی ابواب الحدود باب ماجاء فی درء الحد عن المعترف (الخ)

پھر فرمایا اس شخص نے اپنے آپ پر الزام لگایا ہے۔ اُس عورت نے الزام نہیں لگایا جس کے متعلق یہ زنا کا دعویٰ کرتا ہے اُس عورت سے پوچھو۔ اگر وہ انکار کرے تو اُسے کچھ مت کہو اور صرف اِس کو اس کے اپنے اقرار کے مطابق سزا دو۔ لیکن اگر وہ عورت بھی اقرار کرے تو پھر اُسے بھی سزا دو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا کہ جن امور کے متعلق قرآنی تعلیم نازل نہ ہو چکی ہوتی تھی اُن میں آپ تورات کی تعلیم پر عمل کر لیتے تھے۔ تورات کے حکم کے مطابق زانی کے لئے سنگساری کا حکم ہے۔ چنانچہ آپ نے بھی اُس شخص کے سنگسار کئے جانے کا حکم دیا۔ جب لوگ اُس پر پتھر پھینکنے لگے تو اُس نے بھاگنا چاہا، لیکن لوگوں نے دَوڑ کر اُس کا تعاقب کیا اور تورات کی تعلیم کے مطابق اُسے قتل کر دیا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اِس کا علم ہوا تو آپ نے اس کو ناپسند فرمایا۔ آپ نے فرمایا اُس کو سزا اُس کے اقرار کے مطابق دی گئی۔ جب وہ بھاگا تھا تو اُس نے اپنا اقرار واپس لے لیا تھا اس لئے تمہارا کوئی حق نہ تھا کہ اُس کے بعد اُس کو سنگسار کرتے اُس کو چھوڑ دینا چاہئے تھا۔ (ترمذی ابواب الحدود باب ماجاء فی درء الحد عن المعترف (الخ)

(دیباچہ تفسیر القرآن ' انوار العلوم جلد 20 صفحہ 413)

اعمال کی اصلاح

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

’’تقویٰ پر چلنا، اپنے اعمال کی اصلاح کرنا، اپنے ایمان کے معیار بلند کرنا، یہ باتیں کوئی معمولی باتیں نہیں ہیں۔ ہم نے زمانے کے امام کو مانا ہے تو اُس کی توقعات پر پورا اترنے کے لئے ہمیں پوری طرح سعی وکوشش کرنی چاہئے۔ ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو ہمیں انجام دینے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور ہر بدی سے ہمیں مکمل طور پر نفرت کا اظہار کرنا چاہئے۔‘‘

(روزنامہ الفضل 25 مارچ 2014ء)

(فیصلہ جات مجلس مشاورت 2014ء

مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

ربوہ کے مضافات کی اراضی پر پلاٹ بندی کر کے فروخت کرنے والے احباب کیلئے ایک ضروری اعلان

آجکل ربوہ کے مضافات میں رہائشی پلاٹوں کی خرید وفروخت کے حوالے سے بہت سے مسائل سامنے آرہے ہیں۔ اس ضمن میں تمام ایسے احباب کو جو اپنی زرعی یا سکنی اراضی کو از خود تقسیم کر کے پلاٹ بندیاں کر رہے ہیں یا کالونیاں بنا رہے ہیں، ان کو ہدایت کی جاتی ہے کہ اس قسم کی کسی بھی کارروائی سے قبل مضافاتی کمیٹی سے اجازت حاصل کریں۔ نیز جو احباب پہلے ہی اس قسم کی کارروائی کر چکے ہیں اور تاحال پلاٹ فروخت کر رہے ہیں ان کو بھی ہدایت کی جاتی ہے کہ 30 یوم کے اندر اندر دفتر مضافاتی کمیٹی میں رابطہ کریں۔ اور اپنی سکیم کی تفصیلات سے آگاہ کریں اور اس کی مضافاتی کمیٹی سے باقاعدہ منظوری حاصل کریں۔ بصورت دیگر ان کے خلاف نظام جماعت کے تحت مناسب کارروائی کی جاسکتی ہے نیز اگر کوئی پراپرٹی ڈیلر ایسے معاملات میں بلا اجازت شامل ہوئے تو ان کے خلاف بھی کارروائی کی جاسکتی ہے۔

(صدر مضافاتی کمیٹی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ)

اداریہ

جامعہ احمدیہ لندن۔ ہمارے بزرگوں کی تڑپ

جامعہ احمدیہ یو کے 2005ء میں قائم ہوا۔ مگر اس کا خیال اور اس کی تحریک اس سے 86 سال قبل ہمارے بزرگوں کے دل میں پیدا ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے اسلاف کا Vision کتنا وسیع اور دعوت الی اللہ کی تڑپ کتنی بے پایاں تھی۔

اس کی تفصیل بیان کرنے سے قبل میں جامعہ احمدیہ کی تاریخ کے چند نمایاں مواقع بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی اور حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی کی وفات پر حضرت مسیح موعود نے الٰہی منشا سے 1906ء میں مدرسہ تعلیم الاسلام میں دینیات شاخ قائم فرمائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے حضرت مسیح موعود کی یاد میں ایک عظیم دینی مدرسہ کے قیام کی تحریک فرمائی اور یکم مارچ 1909ء کو مدرسہ احمدیہ کے نام سے اس کا آغاز ہوا۔ یہی مدرسہ ترقی کرتے کرتے 1928ء میں جامعہ احمدیہ کی شکل اختیار کر گیا۔ جس کا مقصد سلسلہ احمدیہ کے ایسے علماء تیار کرنا ہے جو جماعتی تعلیم سے اچھی طرح واقف ہوں اور ہر جگہ اور ہر زبان میں دعوت الی اللہ کر سکیں اور جماعت کے تربیتی نظام کو بھی مستحکم کر سکیں۔

تاریخ سلسلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ برطانیہ کے مربیان میں جامعہ لندن کا خیال بہت پہلے سے تھا اور بیت الفضل لندن کی ابتدائی تحریک 1920ء سے بھی ایک سال پہلے یہ خواہش الفضل میں شائع ہو چکی تھی۔ چنانچہ حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال مربی سلسلہ انگلستان سے اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ **ایک نئی تجویز یہ ہے کہ ایک مدرسہ عربیہ اور درس قرآن شریف جاری کئے جائیں** کیونکہ ان ذرائع سے (دعوت الی اللہ کے) کام کو انشاء اللہ بہت مدد ملنے کی امید ہے۔

(الفضل 27 ستمبر 1919ء صفحہ 2)

ایک لمبے عرصہ بعد حضرت مصلح موعود نے 1945ء میں بیرونی ممالک میں مدرسے جاری کرنے کی سکیم پیش کرتے ہوئے فرمایا:

خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ احمدیت کی (اشاعت) کے نئے رستے جلد کھولنے والا ہے اور ہمیں ہزاروں (مربیان) کی ضرورت ہوگی اور اگر آج تیاری شروع کی جائے تو آٹھ سال کے بعد پہلا پھل مل سکے گا اور اس وقت تک ہم (دعوت الی اللہ کی) وسیع پیمانے پر نہ کر سکیں گے۔ اس لئے میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ گریجوایٹ اور مولوی فاضل نوجوان اپنے آپ کو پیش کریں تا انہیں جلد سے جلد کام پر لگایا جا سکے۔ ایسے نوجوان دو سے چار سال تک کے عرصہ میں کام کے قابل ہو سکیں گے اور ان سے وقتی ضرورت کو پورا کیا جا سکے گا۔ مگر اصل چیز تو یہ ہے کہ ہر سال مدرسہ احمدیہ میں سو دو سو طالب علم داخل ہوتے رہیں۔

اس کا دوسرا قدم یہ ہوگا کہ ہندوستان کے مختلف صوبوں میں ہم ایسے ہی مدرسے جاری کریں گے اور پھر **مختلف ملکوں میں عرب، مصر، فلسطین، شام اور دیگر ممالک میں اسی طرز پر اور اسی کورس پر مدرسے جاری کئے جائیں گے۔ یہاں سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد آدمی جائیں گے اور وہاں ایسے مدرسے چلائیں گے۔** تا ان ممالک کی (دعوت الی اللہ) اور تعلیمی ضرورت کے لئے آدمی تیار ہو سکیں۔ **تمام ممالک میں ایسے مدرسے ہمیں جاری کرنے ہوں گے۔ حتیٰ کہ یورپ اور امریکہ میں بھی۔** پھر ان میں سے چند منتخب طالب علم یہاں آ کر رہیں گے اور مکمل تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہاں جا کر کام کریں گے اور اس طرح مرکز سے گہرا تعلق ان ملکوں کو پیدا ہوتا رہے گا۔ (خطبات محمود 1945ء صفحہ 17)

پھر حضور نے خطبہ جمعہ 12۔ اپریل 1946ء میں فرمایا:

ضروری ہے کہ جماعت کے بڑھنے کے ساتھ ہی علماء کی تعداد بھی ہماری جماعت میں بڑھتی چلی جائے۔ اس وقت ہماری جماعت میں علماء پیدا کرنے کا ذریعہ مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایک زمانہ ایسا بھی آنے والا ہے جب ہماری ضروریات کے لئے صرف مرکزی مدارس ہی نہیں ہندوستان کے کالج اور سکول بھی کافی نہیں ہوں گے اور ہمیں دنیا کے گوشہ گوشہ میں مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ قائم کرنے پڑیں گے۔ بلکہ ہر براعظم میں ہمیں ایک بہت بڑی یونیورسٹی قائم کرنی پڑے گی جو دینیات کی تعلیم دینے والی ہو اور جس سے (دعوت الی اللہ) کو زیادہ سے زیادہ وسیع کیا جا سکے۔ (خطبات محمود جلد 27 صفحہ 166)

اس کے 60 سال بعد یکم اکتوبر 2005ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جامعہ احمدیہ برطانیہ کا افتتاح فرمایا۔ یہ براعظم یورپ کا پہلا جامعہ احمدیہ ہے۔ حضور نے اس کے افتتاحی خطاب میں فرمایا:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے جب وقف نو کی تحریک فرمائی تھی تو فرمایا تھا کہ ہمیں لاکھوں واقفین نو چاہئیں۔ اب تک تو واقفین نو کی تعداد ہزاروں میں ہے لیکن جس طرح جماعت کی تعداد بڑھ رہی ہے اور جس طرح والدین کی اس طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے، انشاء اللہ تعالیٰ لاکھوں کی تعداد ہو جائے گی اور پھر ظاہر ہے کہ **ہر ملک میں جامعہ احمدیہ کھولنا پڑے گا** اور یہ انشاء اللہ ایک دن ہوگا۔

(الفضل 7 دسمبر 2005ء)

اس ارشاد کے 3 سال کے اندر اندر 20۔ اگست 2008ء کو جامعہ احمدیہ جرمنی کا افتتاح ہوا۔ اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب کرتے ہوئے سیدہ امۃ المتین صاحبہ بنت مصلح موعود کی ایک رؤیا اور اس کی تعبیر بیان کرتے ہوئے فرمایا:

جامعہ کے بارے میں چند دن ہوئے میر محمود احمد صاحب نے اپنی اہلیہ کی خواب لکھی جو حضرت مصلح موعود کی بیٹی ہیں۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک جہاز ہے اس میں حضرت مصلح موعود کے ساتھ وہ بیٹھی ہوئی ہیں اور جہاز اڑ رہا ہے اور نیچے جامعہ احمدیہ ہے اور جہاز اڑتا چلا جا رہا ہے اور نیچے جامعہ احمدیہ چلتا جا رہا ہے۔ ختم نہیں ہو رہا۔ تو اس کی ایک تعبیر یہ بھی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ دنیا میں جامعات کھلتے چلے جائیں گے۔ جہاں دینی علم حاصل کرنے والے پیدا ہوتے چلے جائیں گے۔ آئندہ ضرورت کے پیش نظر ہو سکتا ہے کہ جب تعداد بڑھے تو یورپ کے اور ملکوں میں بھی جامعہ کھلیں، امریکہ، کینیڈا اور ساؤتھ امریکہ وغیرہ کے علاقوں میں اور جامعہ کھلیں۔ جزائر میں جامعات کھلیں تو یہ تو کھلتے چلے جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ اور دین کے خادم پیدا ہوتے چلے جائیں گے۔

(الفضل 4 ستمبر 2008ء صفحہ 5)

الحمدللہ کہ اب خلافت خامسہ میں یہ سلسلہ ترقی پذیر ہے اور نئے نئے ممالک میں جامعہ کا قیام ہو رہا ہے اور واعظین اور داعیان کی ایک بڑی تعداد میدان عمل میں پہنچ رہی ہے اور ہمارے بزرگوں کے خواب پورے ہو رہے ہیں۔

حساب کے لائق شے

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

موت کیا دور ہے؟ جس کی پچاس برس کی عمر ہو چکی ہے۔ اگر وہ زندگی پالے گا تو دو چار برس اور پالے گا یا زیادہ سے زیادہ دس برس۔ اور آخر مرنا ہو گا۔ موت ایک یقینی شے ہے جس سے ہرگز ہرگز کوئی بچ نہیں سکتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ لوگ روپیہ پیسہ کے حساب میں ایسے غلطاں پیچاں رہتے ہیں کہ کچھ حد نہیں۔ مگر عمر کا حساب کبھی بھی نہیں کرتے۔ بدبخت ہے وہ انسان جس کو عمر کے حساب کی طرف توجہ نہ ہو۔ سب سے ضروری اور حساب کے لائق جو شے ہے وہ عمر ہی تو ہے۔ اس ضمن میں آپ مزید فرماتے ہیں کہ:۔

ہمارے عزیزوں میں سے ایک کو قولنج ہوئی۔ آخر پیشاب بند ہو کر سیاہ رنگ کی ایک قے ہوئی اور اس کے ساتھ ہی گردن لٹک گئی۔ اس وقت کہا کہ اب معلوم ہوا کہ دنیا کچھ چیز نہیں۔ یقیناً یاد رکھو کہ دنیا کوئی چیز نہیں کون کہہ سکتا ہے کہ ہم سب جو اس وقت یہاں موجود ہیں، سال آئندہ میں بھی ضرور ہوں گے۔ بہت سے ہمارے دوست جو پچھلے سال موجود تھے، آج نہیں ہیں۔ انہیں کیا معلوم تھا کہ اگلے سال ہم نہ ہوں گے۔ اسی طرح اب کون کہہ سکتا ہے کہ ہم ضرور ہوں گے اور کس کو معلوم ہے کہ مرنے والوں کی فہرست میں کس کس کا نام ہے۔ پس بڑا ہی مورکھ اور نادان ہے وہ شخص جو مرنے سے پہلے خدا سے صلح نہیں کرتا اور جھوٹی برادری کو نہیں چھوڑتا۔ (ملفوظات جلد اول ص 427)

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 5 روپے

مکرم ڈاکٹر محمد داؤد مجوکہ صاحب۔ جرمنی

محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام۔ علیک الصلوٰۃ علیک السلام

مقرب صحابی رسول حضرت جابرؓ اور ان کے والد عبداللہؓ

سورج اپنی روشنی کی لو کم کرتا کرتا بجھ چکا تھا۔ روشن دن رات کا تاریک پیراہن زیب تن کر چکا تھا۔ ٹمٹماتے ستاروں کے درمیان چاند افسردہ، فضا کچھ سوگوار سی تھی۔ ایسے میں مختلف یادیں اس کی چشم تصور کے سامنے سے گزر رہی تھیں۔ کچھ خوشی کے لمحے، کچھ غم کی گھڑیاں۔ زندگی کی بہت سی بہاریں وہ دیکھ چکا تھا۔ محبت کرنے والے اہل و عیال، عزیز و اقارب، دوست واحباب سب موجود تھے۔ اس کی مالی حالت کچھ زیادہ مضبوط نہ تھی۔ قرض کا بوجھ بھی تھا جس کی اسے فکر تھی۔ ایک ہی بیٹا تھا جو ابھی کمسن تھا۔ نو بیٹیاں تھیں جن کی ذمہ داری سے وہ عہدہ براہ نہ ہوا تھا۔ لیکن اپنی کمزوری اور کم مائیگی کا ادراک، محبتوں کی کشش، ذمہ داریوں کی فکر، کوئی بھی چیز اس کے پائے ثبات میں ذرا بھی تو لغزش پیدا کرنے والی نہ تھی۔ دنیا و مافیہا، اس کے لئے بے حیثیت، کالعدم تھا۔

اسے معلوم تھا کہ اس کی زندگی کی کہانی کا صرف ایک ورق باقی رہ گیا ہے، صبح جو اسے رقم کرنا ہے۔ رات کی دلفریب چادر پر آویزاں، ستاروں کے جھرمٹ میں گھرے چاند کا دلفریب منظر دوبارہ اس کی توجہ اپنی طرف مبذول نہ کرے گا۔ چند پہر بعد طلوع ہونے والا سورج اس پر کبھی غروب نہ ہوگا۔ اس کی پیاری پیاری بیٹیاں اب آخری مرتبہ اس کی نگاہوں کے سامنے تھیں۔ کچھ سوچ کر اس نے اکلوتے بیٹے کو بلایا پھر یوں گویا ہوا:

جان پدر، میں خیال کرتا ہوں کہ کل میرا شمار ابدی زندگی کا جام شیریں پینے والے اولین لوگوں میں ہوگا۔ دنیا بھر میں تم مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو، سوائے میرے آقا ﷺ کے۔ دیکھو میرے ذمہ قرض ہے، اسے ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا! مزید کچھ بھی کہنے کی ضرورت اس نے نہ سمجھی۔ دنیا سے وہ ناطہ توڑ چکا تھا۔ اس کی توجہ اب تمام تر ایک نقطہ پر مرکوز ہو چکی تھی۔ وفا، خلوص، فرمانبرداری، قربانی کی یہ انتہا تھی۔

انسان اپنے دوستوں سے بھی پہچانا جاتا ہے۔ چنانچہ آنحضور ﷺ کی سچائی اور قوت قدسی کا ایک بڑا ثبوت وہ اصحاب ہیں جنہوں نے براہ راست آپ ﷺ کے خدانما رخ روشن کو دیکھا، آپ ﷺ کا زندگی بخش کلام سنا اور آپ ﷺ کی گناہ سوز صحبت سے برکت پائی۔ ظالم ہیں وہ جو آپ ﷺ پر نفسانی خواہشات کی پیروی کا الزام لگاتے ہیں اور بیوقوف ہیں وہ جو آپ ﷺ کو خود فریبی کا شکار قرار دیتے ہیں۔ کیا دنیاوی خواہشات کی پیروی کرنے والا یا خود فریبی کا شکار کوئی شخص صحابہؓ ایسے لوگ پیدا کر سکتا ہے؟ وہ کیا بات تھی جس نے صحابہؓ کے دل کامل طور پر دنیا سے پھیر دئے تھے اور ان کو اس بات پر آمادہ کر دیا تھا کہ بکریوں کی طرح اپنی گردن خدا کی راہ میں کٹوا دیں؟ دنیاوی تعلقات، اہل وعیال، کاروبار، گھریلو ذمہ داریاں، جائیدادیں غرض تمام لوازمات زندگی صحابہؓ کو بھی لاحق تھے۔ لیکن کوئی بھی بات ان کے پائے ثبات میں لغزش اور ان کے ایمان میں کمزوری پیدا کرنے کا باعث نہ بنتی تھی۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ انہوں نے آپ ﷺ کی صحبت میں خدا پا لیا تھا۔ آپ ﷺ کی متضرعانہ دعاؤں کو سن کر خدا نے ان کو پاک کیا۔ تب وہ جو صدیوں سے پوشیدہ تھا ان پر آشکار ہوا۔ جو دنیا کے ساتھ چپ تھا ان سے ہم کلام ہوا۔ جو دنیا کو چھوڑ چکا تھا ان کا ہم رکاب ہوا۔ انہوں نے اسے دیکھا، اس کے چہرہ پر فریفتہ ہوئے اور ہر چیز پر اسے اختیار کر لیا۔ تب اس نے بھی انہیں ہر چیز پر اختیار کر لیا۔ اسی لئے ان کو یہ خوشخبری دی گئی کہ وہ ان سے اور یہ اُس سے راضی ہوئے۔

صحابہ کرامؓ نہایت اعلیٰ پائے کا دماغ رکھنے والے تھے۔ دنیا کی زمام جب انہیں سونپی گئی تو انہوں نے ثابت کر دیا کہ وہ بہترین جرنیل، اعلیٰ ترین منتظم اور کامیاب ترین معلم تھے۔ ایسا جلد، دیرپا اور مکمل غلبہ آج تک کسی قوم کو نصیب نہیں ہوا جو صحابہؓ کو عطا کیا گیا۔ ایسے روشن دماغ لوگوں کا آپ ﷺ کے گرد جمع ہونا اور آپ ﷺ کی کامل اطاعت کرنا آپ ﷺ کی سچائی اور قوت قدسی کا ایک زبردست ثبوت ہے۔

حضرت عبد اللہؓ بن عمرو بن حرام خزرج کی شاخ بنو ساعدہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپؓ کو ہجرت سے قبل بیعت عقبہ میں شرکت کا شرف بھی حاصل تھا۔ آنحضور ﷺ نے آپؓ کو نقیب مقرر فرمایا تھا۔ شاید اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو اُحد کے دن شہادت کی خبر دے دی تھی۔ اسی لئے آپؓ نے اپنے بیٹے، مشہور صحابی جابرؓ، کو مذکورہ بالا وصیت فرمائی۔ آپؓ احد کے دن کے پہلے شہید تھے۔ آنحضور ﷺ نے ان کے گھر والوں سے فرمایا کہ جب تک انہیں اٹھایا نہیں گیا، فرشتوں نے ان پر پروں سے سایہ کئے رکھا۔ آپ ﷺ نے جابرؓ کو بتایا کہ خدا تعالیٰ نے ان سے بلا حجاب کلام کیا اور فرمایا کہ مانگ جو مانگتا ہے۔ تب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا کہ مجھے دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے اور میں دوبارہ تیری راہ میں مارا جاؤں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں یہ فیصلہ کر چکا ہوں کہ کوئی دنیا میں واپس نہ بھیجا جائے گا۔ اس پر انہوں نے عرض کی کہ پھر دنیا والوں کو ہمارے متعلق مطلع فرمایا جائے۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی کہ خدا کی راہ میں مارے جانے والوں کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں۔ آپؓ کی نعش کو ایک عرصہ بعد کسی وجہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا پڑا۔ جب قبر کھولی گئی تو جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ نعش جوں کی توں تھی صرف کان کے پاس کچھ معمولی تغیر واقع ہوا تھا۔

شہداء اور پھر خاص طور پر اُحد کے شہداء، جو اسلام کی ابتداء میں نہایت کسمپرسی کے حالات میں شہید ہوئے تھے رسول اللہؐ کے دل سے بہت ہی نزدیک تھے۔ شہداء کے پسماندگان کا آپ ﷺ بہت خیال فرماتے تھے۔ حضرت جابرؓ سے بیٹے جیسا سلوک فرماتے بلکہ اے بیٹے کے الفاظ سے خطاب بھی فرمایا۔ والد کا قرض ادا کرنے کا وقت آیا تو کھجور کا پھل کم تھا۔ قرض خواہوں نے سختی کی تو آپ ﷺ باغ میں تشریف لائے اور کھجور کے ڈھیروں کے درمیان چہل قدمی فرمائی۔ پھر کھجوریں دینے کا حکم ارشاد فرمایا۔ آپ ﷺ کی دعا سے کچھ ایسی برکت پڑی کہ تمام قرض بھی ادا ہو گیا اور اہل خانہ کے لئے بھی کچھ پھل بچ رہا۔ ایک مرتبہ جابرؓ سے اونٹ خرید فرمایا۔ سیدنا بلالؓ کو ادائیگی کے وقت حکم دے کر جابرؓ کو طے شدہ قیمت سے ایک اوقیہ سونا زائد دیا، جو انہوں نے ہمیشہ اپنے پاس سنبھال کر رکھا۔ پھر آپ ﷺ نے اونٹ بھی جابرؓ کو واپس بخش دیا۔

جابرؓ نے شادی کی تو فرمایا کسی دوشیزہ سے شادی کرتے۔ اس لئے کہ ہم عمر اور ہم مزاج ہونے کے بنا پر دونوں میں محبت و مودت زیادہ ہوتی۔ جابرؓ نے خدمت اقدس میں عرض کیا کہ میرے والد نے 9 بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ میں نے بیوہ سے شادی اس لئے کی تا ان کی تعلیم و تربیت بہتر رنگ میں ہو۔ اس پر آپ ﷺ نے جابرؓ کے فیصلہ کو درست قرار دیتے ہوئے ان کے لئے دعا کی۔ شاید آپ ﷺ کی والدہ محترمہ بھی وفات پا گئی تھیں چنانچہ بہنوں کی تربیت کیلئے جہاندیدہ خاتون کی ضرورت محسوس کی۔

گو جابرؓ 9 بہنوں کے اکیلے بھائی تھے لیکن اُحد میں حضرت عبداللہؓ کی شہادت کے بعد ہر غزوہ میں آپؓ کو آنحضور ﷺ کی رفاقت کا فخر حاصل ہوا۔ اپنے والد کی طرح آپؓ نے بھی کبھی اہل وعیال اور ذمہ داریوں کو آنحضور ﷺ کی رفاقت کی راہ میں حائل نہ ہونے دیا۔ آپ ﷺ بھی جابرؓ کی مسلسل تربیت فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ جابرؓ آنحضور ﷺ کے ہاں گئے، رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کون؟ کہنے لگے حضور میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں؟ یعنی نام کے ساتھ تعارف کروایا کرو۔ ماں باپ پیار سے کبھی بچوں کے نام کچھ بدل دیتے ہیں اسی طرح ایک مرتبہ آپ ﷺ نے جابرؓ کو جویبر کہہ کر مخاطب فرمایا۔ آپ ﷺ بغرض تربیت بچوں کو اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جابرؓ کو یہ شرف عطا ہوا۔ جابرؓ بھی عاشق ابن عاشق تھے۔ موقع ملتے ہی رسول اللہ ﷺ کی کمر پر موجود نشان کا بوسہ لے لیا۔ آپؓ سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔ 49 سال کی عمر میں مدینہ میں وفات پائی۔

مآخذ:

1۔ بخاری، کتاب الجنائز، باب هل یخرج المیت من القبر و للحد لعلة، حدیث 1351۔

2۔ وهبی سلیمان غاوجی، جابر بن عبداللّٰہ، مطبوعه دار القلم، دمشق، شام، 1988ء۔

3۔ ذهبی، سیر اعلام النبلاء، جلد 1، صفحه 324، مطبوعه موسسة الرسالة، بیروت، لبنان، 1982ء۔

4۔ ابی نعیم اصفهانی، معرفة الصحابه، صفحه 529، 1717، مطبوعه دار الوطن للنشر، ریاض، سعودیه، 1998ء۔

5۔ ابن سعد، طبقات الکبیر، جلد 3 صفحه 520، مطبوعه مکتبه الخانجی، قاهره، مصر 2001ء۔

بقیہ از صفحہ 6۔ ٹی آئی کالج

شاعرانہ مزاج کی وجہ سے جماعت میں کافی مشہور ہیں اور کسی تعارف کے محتاج نہیں۔

چوہدری محفوظ الرحمٰن صاحب ایم اے

آپ فزیکل ایجوکیشن سے متعلق تھے واقف زندگی تھے اکثر گیمیں یہی کرواتے تھے۔ کالج میں لائبریری کے انچارج بھی رہے۔ اب تک ماشاء اللہ بہت فعال ہیں۔ بیت انوار دارالصدر شمالی ربوہ کی زینت تھے۔

پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب

آپ فلسفہ کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ تھے ایک آدھ بار انگلش کے پروفیسر کے چھٹی پر ہونے کی وجہ سے انہوں نے ہماری کلاس کو انگریزی بھی پڑھائی تھی۔ آپ بھی پرنسپل صاحب کے خاص احباب میں سے تھے۔

آپ اور پروفیسر نصیر خان صاحب عموماً باسکٹ بال ٹورنامنٹ کے انچارج ہوا کرتے تھے۔

بعد میں ٹی آئی کالج ربوہ کا پرنسپل ہونے کا آپ کو بھی اعزاز حاصل ہوا۔

آج کل آپ وکیل التصنیف تحریک جدید کے طور پر حضرت مسیح موعود کی کتب کے تراجم پر کام کر رہے ہیں۔

آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع پر کتاب A man of God کا اردو ترجمہ ’’اک مرد خدا‘‘ بھی کیا ہے۔

بہر حال علمی لحاظ سے بہت قیمتی اور قابل قدر وجود ہیں۔ جب خاکسار کو حضرت خلیفہ ثالث کی سیرت و سوانح کا کام تفویض ہوا تو آپ اور صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب اس کام کے لئے نگران کمیٹی کے طور پر مقرر تھے۔

صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ایم اے (آکسن) بھی کالج میں پڑھاتے رہے ہیں لیکن ہم سے بہت بعد میں۔ وہ اس وقت وکیل الاشاعت تحریک جدید کے طور پر خدمات کی توفیق پا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی صحت اور عمر میں برکت دے۔ آمین

باقی اساتذہ کا ذکر ممکن نہیں صرف ان کا ذکر کیا ہے جن سے خاکسار کو پڑھنے کا اتفاق ہوا یا کسی طرح سے واسطہ پڑا ورنہ سب اساتذہ کا اتنا احسان ہے کہ ان پر ایک کتاب مرتب ہونی چاہئے تا کہ ان کے لئے دعاؤں کا سلسلہ جاری رہے۔

☆............☆............☆

مکرم محمد مقصود احمد منیب صاحب

مہمان نوازی۔ایک عظیم الشان خلق

مہمان نوازی اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے اور اس کی رضا کے حصول کا باعث بنتی ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں فرماتا ہے:

کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یقیناً تو عظیم الشان اخلاق پر قائم ہے۔حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ مجھے اعلیٰ ترین اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہے۔

مکارم اخلاق میں جہاں اور بہت سے اخلاق ہیں ان میں سے ایک عظیم الشان خلق مہمان نوازی کا خلق ہے۔اس خلق کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول وفعل سے ہمارے لیے واضح فرما دیا ہے اور ایسا اسوہ چھوڑا جو ہمیشہ ہمارے لیے مشعل راہ رہے گا۔

قرآن کریم میں ہمیں انبیاء علیہم السلام کے جن حالات وواقعات سے آگاہ کیا گیا ہے ان میں مہمان نوازی کا خلق نمایاں ہو کر اُبھرتا ہے۔چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب اُن کے پاس کچھ اجنبی معزز مہمان آئے تو اُن کی تواضع کے لیے بھنے ہوئے بچھڑے کا گوشت پیش فرما دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس واقعے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

کیا تجھ تک ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر پہنچی ہے؟ جب وہ اس کے پاس آئے تو انہوں نے کہا سلام! اس نے بھی کہا سلام! (اور جی میں کہا) اجنبی لوگ (معلوم ہوتے ہیں)۔ وہ جلدی سے اپنے گھر والوں کی طرف گیا اور ایک موٹا تازہ (بُھنا ہؤا) بچھڑا لے آیا۔ (الذاریات 25تا27)

مہمان نوازی کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ پیش خدمت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر غار حرا میں جب پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ گھبرائے ہوئے اس حالت میں گھر آئے کہ آپ کا جسم کانپ رہا تھا اور گھبراہٹ کے مارے بخار نے آلیا تھا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بات سننے کے بعد آپ کو تسلی دیتے ہوئے جن چند اخلاق کریمہ کا ذکر فرمایا اُن میں ایک خلق مہمان نوازی اور تکریم ضیف کا بھی تھا۔ چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو تسلی دیتے ہوئے کہا:

ہرگز ہرگز آپ کو کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔آپ تسلی رکھیں اور خوش ہو جائیں۔اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی بھی رُسوا نہ کرے گا۔اللہ کی قسم! آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ سچ بولتے ہیں۔دوسروں کے بوجھ اُٹھاتے ہیں۔ضرورت مندوں اور محتاجوں کی مدد فرماتے ہیں۔مہمان کی مہمان نوازی اور تکریم کرتے ہیں اور آفاتِ سماوی کے نازل ہونے پر نیز حق کی خاطر لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔

(بخاری کتاب التفسیر، سورة "اقرء باسم ربك ...... حدیث 4953)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کے ذمہ جو حقوق بیان فرمائے ہیں ان میں مہمان کے حق کو بھی بیان فرمایا۔ چنانچہ عمرو بن عاصؓ کے صاحبزادے عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے ہاں آنحضرت ﷺ تشریف لائے۔تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے۔

(بخاری کتاب الصوم باب حق الضیف فی الصوم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے مہمان کا احترام کرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ سے ہمیں یہ بھی سبق ملتا ہے کہ آپ کی مہمان نوازی صرف مسلمانوں تک محدود نہ تھی بلکہ آپ کی مہمان نوازی کا دائرہ سب کے لیے وسیع تھا جس میں مومن وکافر کی بھی کوئی تمیز نہ تھی۔اور آپ کی مہمان نوازی کا خلق ہی کئی کفار کو ایمان کی سعادت نصیب کرنے کا موجب ہو گیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بار ایک کافر حضرت رسول اللہ ﷺ کے ہاں مہمان ٹھہرا۔آپ ﷺ نے اس کے لیے ایک بکری کا دودھ دوہ کر لانے کے لیے فرمایا جو اس کافر نے پی لیا۔پھر دوسری اور تیسری یہاں تک کہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔اگلی صبح اس نے اسلام قبول کر لیا۔آنحضرت ﷺ نے اس کے لیے ایک بکری کا دودھ دوہنے کا ارشاد فرمایا جو اُس نے پی لیا۔پھر آپ نے دوسری بکری کا دودھ لانے کا فرمایا تو وہ پورا دودھ ختم نہ کر سکا۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔مومن ایک آنت میں کھاتا ہے جب کہ کافر سات آنتوں کو بھرتا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل مسند باقی المکثرین من الصحابة)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہمان نوازی اپنے غریب صحابہ کے لیے کیا تھی اور کس قدر آپ ان کا خیال رکھتے تھے، حدیث میں مذکور درج ذیل واقعہ اس امر پر روشنی ڈالتا ہے:

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ ابتدائی ایام میں بھوک کی وجہ سے میں اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا یا زمین سے لگاتا تاکہ کچھ سہارا ملے۔ایک دن میں ایسی جگہ پر بیٹھ گیا جہاں سے لوگ گزرتے تھے۔ میرے پاس سے حضرت ابوبکرؓ گزرے میں نے ان سے ایک آیت کا مطلب پوچھا۔میری غرض یہ تھی کہ وہ مجھے کھانا کھلائیں لیکن وہ آیت کا مطلب بیان کر کے گزر گئے پھر حضرت عمرؓ کا گزر ہوا میں نے ان سے بھی اس آیت کا مطلب پوچھا۔غرض یہی تھی کہ وہ کھانا کھلائیں لیکن وہ بھی آیت کا معنی بتا کر چلے گئے پھر میرے پاس سے آنحضرت ﷺ گزرے تو آپ نے تبسم فرمایا۔میری حالت دیکھی اور میرے دل کی کیفیت کو بھانپ لیا۔

آنحضور ﷺ نے بڑے مشفقانہ انداز میں فرمایا۔اے ابوہریرہ! میں نے عرض کیا۔اے اللہ کے رسول! حاضر ہوں۔آپ نے فرمایا۔میرے ساتھ آؤ۔ میں آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ جب آپ گھر پہنچے اور اندر جانے لگے تو میں نے بھی اندر آنے کی اجازت مانگی۔ میں آپ کی اجازت سے اندر آ گیا۔آپ نے دودھ کا ایک پیالہ پایا۔آپ نے پوچھا۔ یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ گھر والوں نے بتایا کہ فلاں شخص یا فلاں عورت تحفتاً دے گئی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ابوہریرہ! صفہ میں رہنے والے سب لوگوں کو بلا لاؤ۔ یہ لوگ اسلام کے مہمان تھے اور ان کا نہ کوئی گھر بار تھا نہ کاروبار۔ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس صدقہ کا مال آتا تو ان کے پاس بھیج دیتے اور خود کچھ نہ کھاتے اور اگر کہیں سے تحفہ آتا تو آپ صفہ والوں کے پاس بھی بھیجتے اور خود بھی کھاتے۔ بہرحال رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان کہ میں ان کو بلا لاؤں، مجھے ناگوار گزرا کہ ایک پیالہ دودھ ہے یہ اہل صفہ میں کس کس کے کام آئے گا' میں اس کا زیادہ ضرورت مند تھا تاکہ پی کر کچھ تقویت حاصل کرتا۔ پھر جب اہل صفہ آ جائیں اور مجھے ہی رسول اللہ ﷺ ان کو پلانے کے لیے فرمائیں تو یہ اَور بھی برا ہو گا۔ بہرحال رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی تعمیل کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ چنانچہ میں اہل صفہ کو بلا لایا۔ جب سب آ گئے اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ ان کو باری باری پیالہ پکڑاتے جاؤ (میں نے دل میں خیال کیا مجھ تک تو اب یہ دودھ پہنچنے سے رہا)۔ بہرحال میں پیالہ لے کر ہر آدمی کے پاس جاتا۔ جب وہ سیر ہو جاتا تو دوسرے کے پاس' اور جب وہ سیر ہو جاتا تو تیسرے کے پاس' یہاں تک کہ آخر میں میں نے پیالہ آنحضرت ﷺ کو دیا کہ سب کے سب سیر ہو کر پی چکے ہیں۔ پیالہ میں نے آپ کے ہاتھ پر رکھا۔آپ نے میری طرف دیکھا اور تبسم فرمایا پھر کہا۔ اے ابوھریرہ! میں نے کہا یا رسول اللہ! فرمائیے۔آپ نے ارشاد فرمایا اب تو صرف ہم دونوں رہ گئے ہیں۔ بیٹھو اور خوب پیؤ۔ جب میں نے بس کیا تو فرمایا۔ابوہریرہ اور پیؤ! میں پھر پینے لگا۔ چنانچہ جب بھی میں پیالے سے منہ ہٹاتا تو آپ فرماتے۔ابوہریرہ اور پیؤ۔جب اچھی طرح سیر ہو گیا تو عرض کیا۔جس ذات نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے اس کی قسم اب تو بالکل گنجائش نہیں چنانچہ میں نے پیالہ آپ کو دے دیا آپ نے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور پھر بسم اللہ پڑھ کر دودھ نوش فرمایا۔

(بخاری کتاب الرقاق باب کیف کان عیش النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم و اصحابہ و تخلیھم من الدنیا)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کے نتیجہ میں آپ کے صحابہؓ میں بھی مہمان نوازی کے خلق کی شان بڑی نمایاں نظر آتی ہے۔ایک انصاری صحابی کی مہمان نوازی کا واقعہ جس سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا بھی اظہار ہوا۔یوں مذکور ہے:

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مسافر آنحضور ﷺ کے پاس آیا۔آپؐ نے گھر کہلا بھیجا کہ مہمان کے لئے کھانا بھجواؤ۔ جواب آیا کہ پانی کے سوا آج گھر میں کچھ نہیں۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا اس مہمان کے کھانے کا بندوبست کون کرے گا۔ ایک انصاری نے عرض کیا رسول اللہ ﷺ میں انتظام کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا آنحضرت ﷺ کے مہمان کی خاطر مدارت کا اہتمام کرو۔ بیوی نے جواباً کہا آج گھر میں تو صرف بچوں کے کھانے کے لیے ہے۔انصاری نے کہا اچھا تو کھانا تیار کرو، پھر چراغ جلاؤ اور جب بچوں کے کھانے کا وقت آئے تو ان کو تھپ تھپا کر اور بہلا کر سلا دو۔ چنانچہ عورت نے کھانا تیار کیا چراغ جلایا بچوں کو (بھوکا ہی) سلا دیا۔ پھر چراغ درست کرنے کے بہانے اٹھی اور جا کر چراغ بجھا دیا اور پھر دونوں مہمان کے ساتھ بیٹھے بظاہر کھانا کھانے کی آوازیں نکالتے اور چٹخارے لیتے رہے تاکہ مہمان سمجھے کہ میزبان بھی میرے ساتھ بیٹھے کھانا کھا رہے ہیں۔ اس طرح مہمان نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور وہ خود بھوکے سو رہے۔ صبح جب وہ انصاری رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے ہنس کر فرمایا کہ تمہاری رات کی تدبیر سے تو اللہ تعالیٰ بھی ہنسا۔اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ’’یہ پاک باطن اور ایثار پیشہ مخلص مومن اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں جب کہ وہ خود ضرورتمند اور بھوکے ہوتے ہیں اور جو نفس کے بخل سے بچائے گئے وہی کامیابی

حاصل کرنے والے ہیں۔''

(بخاری ۔ کتاب المناقب۔ باب یوثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصة)

حضرت مسیح موعود کی سیرت طیبہ سے بھی ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک مہمان نوازی کی کتنی زیادہ اہمیت تھی۔ آپ کے ارشادات اور سیرت کے واقعات سے اس بارے میں ہمیں پتہ چلتا ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب روایت کرتے ہیں کہ مہمان نوازی کا یہ عالم تھا کہ شروع میں جب مہمانوں کی زیادہ کثرت نہیں تھی اور حضرت مسیح موعود کی صحت بھی نسبتاً بہتر تھی، آپ اکثر مہمانوں کے ساتھ اپنے مکان کے مردانہ حصہ میں اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور کھانے کے دوران میں ہر قسم کی بے تکلّفانہ گفتگو کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ گویا ظاہری کھانے کے ساتھ علمی اور روحانی کھانے کا دسترخوان بھی بچھ جاتا تھا۔ ایسے موقعوں پر آپ عموماً ہر مہمان کا خود ذاتی طور پر خیال رکھتے تھے اور اِس بات کی نگرانی فرماتے تھے کہ اگر کبھی دسترخوان پر ایک سے زیادہ کھانے ہوں تو ہر شخص کے سامنے دسترخوان کی ہر چیز پہنچ جائے۔ عموماً ہر مہمان کے متعلق دریافت فرماتے رہتے تھے کہ کسی خاص چیز مثلاً دودھ یا چائے یا لسی یا پان کی عادت تو نہیں۔ اور پھر حتی الوسع ہر ایک کے لئے اُس کی عادت کے موافق چیز مہیا فرماتے تھے۔ بعض اوقات اگر آپ کو معلوم ہوتا کہ کسی مہمان کو اچار کا شوق ہے اور اچار دسترخوان پر نہیں ہوتا تھا تو خود کھانا کھاتے کھاتے اُٹھ کر اندرون خانہ تشریف لے جاتے اور اندر سے اچار لا کر ایسے مہمان کے سامنے رکھ دیتے تھے اور چونکہ آپ بہت تھوڑا کھانے کی وجہ سے جلد شکم سیر ہو جاتے تھے اس لئے سیر ہونے کے بعد بھی آپ روٹی کے چھوٹے چھوٹے ذرّے اٹھا کر منہ میں ڈالتے رہتے تھے تا کہ کوئی مہمان اِس خیال سے کہ آپ نے کھانا چھوڑ دیا ہے دسترخوان سے بھوکا ہی نہ اُٹھ جائے۔

(سیرت طیبہ صفحہ 113)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت صاحب مہمانوں کی خاطر داری کا بہت اہتمام رکھا کرتے تھے۔ جب تک تھوڑے مہمان ہوتے تھے آپ خود اُن کے کھانے اور رہائش وغیرہ کا انتظام کیا کرتے تھے۔ جب مہمان زیادہ ہونے لگے تو خدام حافظ حامد علی صاحب، میاں نجم الدین صاحب وغیرہ کو تاکید فرماتے رہتے تھے کہ دیکھو مہمانوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ اُن کی تمام ضروریات، خورونوش و رہائش کا خیال رکھا کرو۔ بعض کو تم شناخت کرتے ہو اور بعض کو نہیں۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ سب کو واجب الاکرام جان کر ان کی تواضع کرو۔ سردی کے ایام میں فرمایا کرتے مہمانوں کو چائے پلاؤ۔ ان سب کی خوب خدمت کرو۔ اگر کسی کو علیحدہ کمرے یا مکان کی ضرورت ہو تو اس کا انتظام کر دو اگر کسی کو سردی کا خوف ہو تو لکڑی یا کوئلہ کا انتظام کر دو۔''

(ذکر حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحب صفحہ 195)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب روایت کرتے ہیں:

ایک شب کا ذکر ہے کہ کچھ مہمان آئے جن کے واسطے جگہ کے انتظام کے لئے حضرت اماں جان حیران ہو رہی تھیں کہ سارا مکان تو پہلے ہی کشتی کی طرح پُر ہے۔ اب ان کو کہاں ٹھہرایا جائے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود نے اکرام ضیف کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بیوی صاحبہ کو پرندوں کا ایک قصہ سنایا۔ چونکہ میں بالکل ملحقہ کمرے میں تھا اور کوارٹروں کی ساخت پرانے طرز کی تھی۔ جن کی اندر سے آواز بآسانی دوسری طرف پہنچتی رہتی ہے۔ اس واسطے میں نے اس سارے قصہ کو سنا۔

فرمایا، دیکھو ایک دفعہ جنگل میں ایک مسافر کو شام ہوگئی۔ رات اندھیری تھی۔ قریب کوئی بستی اسے دکھائی نہ دی اور وہ ناچار ایک درخت کے نیچے رات گزارنے کے واسطے بیٹھ رہا۔ اس درخت کے اوپر ایک پرندے کا آشیانہ تھا۔ پرندہ اپنی مادہ کے ساتھ باتیں کرنے لگا کہ دیکھو یہ مسافر جو ہمارے آشیانہ کے نیچے زمین پر آ بیٹھا ہے یہ آج رات ہمارا مہمان ہے اور ہمارا فرض ہے کہ اس کی مہمان نوازی کریں۔ مادہ نے اس کے ساتھ اتفاق کیا اور ہر دو نے مشورہ کر کے یہ قرار دیا کہ ٹھنڈی رات ہے اور اس ہمارے مہمان کو آگ تاپنے کی ضرورت ہے اور تو کچھ ہمارے پاس نہیں۔ ہم اپنا آشیانہ ہی توڑ کر نیچے پھینک دیں تا کہ وہ ان لکڑیوں کو جلا کر آگ تاپ لے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور سارا آشیانہ تنکا تنکا کر کے نیچے پھینک دیا۔ اس کو مسافر نے غنیمت جانا اور ان سب لکڑیوں کو تنکوں کو جمع کر کے آگ جلائی اور تاپنے لگا۔ تب درختوں پر اس پرندوں کے جوڑے نے پھر مشورہ کیا کہ آگ ہم نے اپنے مہمان کو بہم پہنچائی اور اس کے واسطے سینکنے کا سامان مہیا کیا۔ اب ہمیں چاہئے کہ اسے کچھ کھانے کو بھی دیں اور تو ہمارے پاس کچھ نہیں۔ ہم خود ہی اس آگ میں جا گریں اور مسافر ہمیں بھون کر ہمارا گوشت کھالے۔ چنانچہ ان پرندوں نے ایسا ہی کیا اور مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔

(ذکر حبیب صفحہ 87,86)

چنانچہ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپوری تھلوی روایت کرتے ہیں:

''ایک دفعہ دو شخص منی پور آسام سے قادیان آئے اور مہمان خانہ کے پاس پہنچ کر لنگر خانہ کے خادموں کو اپنا سامان اتارنے اور چارپائی بچھانے کو کہا۔ لیکن ان خدام کو اس طرف فوری توجہ نہ ہوئی اور وہ ان مہمانوں کو یہ کہہ کر دوسری طرف چلے گئے کہ آپ یکہ سے سامان اتاریں چارپائی بھی آجائے گی۔ ان تھکے ماندے مہمانوں کو یہ جواب ناگوار گزرا اور وہ رنجیدہ ہو کر اسی وقت بٹالہ کی طرف واپس روانہ ہوگئے۔ مگر جب حضرت صاحب کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ نہایت جلدی ایسی حالت میں کہ جوتا پہننا بھی مشکل ہو گیا ان کے پیچھے بٹالہ کے رستہ پر تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے چل پڑے۔ چند خدام بھی ساتھ ہو لئے۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب روایت کرتے ہیں کہ میں بھی ساتھ ہو لیا۔ حضرت صاحب اس وقت اتنی تیزی کے ساتھ ان کے پیچھے گئے کہ قادیان سے اڑھائی میل پر نہر کے پل کے پاس انہیں جا لیا اور بڑی محبت اور معذرت کے ساتھ اصرار کیا کہ واپس چلیں اور فرمایا آپ کے واپس چلے جانے سے مجھے بہت تکلیف ہوئی ہے۔ آپ یکہ پر سوار ہو جائیں میں آپ کے ساتھ پیدل چلوں گا۔ مگر وہ احترام اور شرمندگی کی وجہ سے سوار نہ ہوئے اور آپ انہیں اپنے ساتھ لے کر قادیان واپس آگئے اور مہمان خانہ میں پہنچ کر ان کا سامان اتارنے کے لئے آپ نے اپنا ہاتھ یکہ کی طرف بڑھایا مگر خدام نے آگے بڑھ کر سامان اتار لیا۔ اس کے بعد حضرت صاحب ان کے پاس بیٹھ کر محبت اور دلداری کی گفتگو فرماتے رہے اور کھانا وغیرہ کے متعلق بھی پوچھا کہ آپ کیا کھانا پسند کرتے ہیں اور کسی خاص کھانا کھانے کی عادت تو نہیں؟ اور جب تک کھانا نہ گیا حضور ان کے پاس بیٹھے ہوئے بڑی شفقت کے ساتھ باتیں کرتے رہے۔

دوسرے دن جب یہ مہمان واپس روانہ ہونے لگے تو حضرت صاحب نے دودھ کے دو گلاس منگوا کر ان کے سامنے بڑی محبت سے پیش کئے اور پھر دو اڑھائی میل پیدل چل کر بٹالہ کے رستے والی نہر تک چھوڑنے کے لئے ان کے ساتھ گئے اور اپنے سامنے یکہ پر سوار کرا کے واپس تشریف لائے۔

(رفقاء احمد جلد چہارم صفحہ 113,112)

اسی عظیم خلق کے نتیجہ میں لنگر خانہ حضرت مسیح موعود کی بنیاد رکھی گئی۔

اسی طرح حضرت ڈاکٹر محمد مفتی صادق صاحب روایت کرتے ہیں:

حضرت مسیح موعود اپنے دوستوں کی بہت خدمت کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میں حضور کی ملاقات کے لئے قادیان آیا۔ میں نے (بیت) مبارک میں حضور سے ملاقات کی۔ باتیں کرتے رہے فرمانے لگے۔ مفتی صاحب آپ کو بھوک لگی ہوگی۔ میں آپ کے لئے کھانا لاتا ہوں۔ میں نے سمجھا اندر سے کسی خادمہ کے ہاتھ کھانا بھیج دیں گے۔ حضور ایک کھڑکی میں سے تشریف لایا کرتے تھے۔ جو کہ (بیت) کی طرف کھلتی تھی۔ چند منٹ کے بعد وہ کھڑکی کھلی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضور خود مجمع اٹھائے ہوئے ہیں۔ جس میں سالن اور روٹی رکھی ہوئی تھی آئے، بے اختیار میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ تو اس پر حضور نے فرمایا مفتی صاحب آپ روتے کیوں ہیں۔ ہم تو اپنے دوستوں کی اس لئے خدمت کرتے ہیں تا کہ وہ بھی اپنے دوستوں کی خدمت کریں اور ہم تو لوگوں کی خدمت کے لئے آئے ہیں۔ آپ اس قدر پریشان کیوں ہوتے ہیں۔ میں نے کہا دیکھو یہ خدا کا پاک مسیح میرے جیسے نابکار کی خدمت کرتا ہے۔ کس قدر حیرت کا مقام ہے۔ اصل میں (برگزیدہ) دنیا کی خدمت کے لئے آتے ہیں۔ وہ دنیا کے لئے ایک نمونہ ہوتے ہیں تا کہ لوگ ان کے اسوہ سے سبق حاصل کریں۔

(اخبار الحکم 14 نومبر 1936ء صفحہ 3)

ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مہمان نوازی کے خلق کے بارے میں احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

مہمان نوازی انبیاء کے خُلق میں سے ایک اعلیٰ خُلق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذکر میں اس کو یوں بیان فرمایا ہے کہ جب آپ کے پاس معزز مہمان آئے تو سب سے پہلا کام جو آپ نے کیا وہ یہ تھا کہ فَـرَاغَ اِلٰـی اَھْـلِـہٖ......۔ الذاریات:27) یعنی وہ جلدی سے اپنے گھر والوں کی طرف گیا اور ایک موٹا تازہ بھنا ہوا بچھڑا لے آیا۔ تو آپ نے مہمانوں سے یہ نہیں پوچھا کہ دُور سے آئے ہو یا نزدیک سے آئے ہو، یا بھوک لگی ہے یا نہیں لگی، کھانا کھاؤ گے یا نہیں کھاؤ گے، بلکہ فوری طور پر گھر کے اندر گئے اور کھانا تیار کروا کر لے آئے۔

تو یہ خُلق ہے جو اللہ والوں کا مہمانوں کے ساتھ ہوتا ہے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کو اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں کا جامع اور افضل الرسل فرمایا ہے ان میں تو یہ خُلق ایسا قائم تھا جس کی مثال نہیں۔ ......مختلف قسم کی نیکیوں میں سے ایک نیکی مہمان نوازی بھی ہے جو بندے کو اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے اور اس کی رضا حاصل کرنے کا باعث بنتی ہے۔

(خطبات مسرور جلد 3 ص 429۔ خطبہ جمعہ 22 جولائی 2005ء)

پس ان تمام ارشادات و واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ (دین حق) میں مہمان نوازی کے خلق کی کتنی زیادہ اہمیت ہے۔ آج ہمیں اس خلق کو اپنانے اور اس کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان تمام باتوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆............☆............☆

مکرم محمود مجیب اصغر صاحب

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے بعض پروفیسرز کا تذکرہ

(قسط دوم آخر)

میتھ کے اساتذہ

محترم پروفیسر محمد ابراہیم ناصر صاحب

ایف ایس سی میں ہماری کلاس کو میتھ پڑھانے کے لئے محترم پروفیسر محمد ابراہیم ناصر صاحب مقرر ہوئے۔ آپ واقف زندگی تھے اور پہلے ایران میں مشنری بھی رہ چکے تھے۔ نہایت شفیق پروفیسر تھے اور محنت سے کلاس کو پڑھاتے تھے۔ جب فرسٹ ایئر کا امتحان ہوا تو پری میڈیکل کلاس میں خاکسار کی دوسری پوزیشن تھی۔ خاکسار کے بڑے بھائی محمد عبداللطیف شاہد اسی کالج میں خاکسار سے چند سال آگے تھے۔ ان کی وساطت سے آپ سے تعارف ہوا۔ موصوف کا تعلق بھی اس علاقے سے تھا۔ یعنی ان کے آباؤ اجداد کا گھوگھیاٹ (میانی) جو حضرت خلیفہ اول کے مسکن و مولد بھیرہ کے قرب وجوار میں ہے اس لحاظ سے بھی ہم پر شفقت فرماتے تھے۔ جہاں تک خاکسار کو یاد ہے وہ کنٹرولر آف ایگزیمینیشن بھی تھے ان کی رہائش دارالصدر شمالی حلقہ انوار میں تھی جہاں اب ان کے ایک صاحبزادے داؤد احمد صاحب رہائش پذیر ہیں۔

محترم چوہدری حمید اللہ صاحب

آپ بھی ان دنوں میتھ (Math) پڑھانے پر مامور تھے لیکن ہماری کلاس ان سے نہیں پڑھی اس وقت آپ بی اے بی ایس سی کی کلاسز کو پڑھاتے تھے۔ آپ واقف زندگی ہیں۔ نہایت زیرک محنتی اور مخلص واقف زندگی تھے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کو صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ افسر جلسہ سالانہ صدر مجلس انصار اللہ اور وکیل اعلیٰ تحریک جدید جیسے اعلیٰ منصبوں پر فائز کیا جہاں انہوں نے اپنی محنت، ذہانت اور اخلاص کی وجہ سے ہمیشہ ہی خلیفۂ وقت کی خوشنودی حاصل کی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو 2003ء میں یہ بھی منفرد اعزاز بخشا کہ آپ نے مجلس انتخاب خلافت کے اجلاس کی صدارت فرمائی جس میں اللہ تعالیٰ کی غالب تقدیر کے ماتحت حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس منتخب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی صحت اور عمر میں بے حد برکت دے۔ آمین آپ ان پروفیسرز میں سے تھے جنہیں کالج کے قومیائے جانے کے بعد جلد ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے جماعتی اداروں میں واپس بلوا لیا تھا۔

پروفیسر عبدالرشید غنی صاحب

آپ بھی ہمارے زمانے میں ٹی آئی کالج میں میتھ پڑھاتے تھے اور ریٹائرمنٹ کے بعد ایڈیشنل وکیل المال اول کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ مجلس انصار اللہ میں مسلسل کئی سال قائد مال کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پاتے رہے ہیں۔ چند سال قبل وفات پا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے۔ آمین

انگلش ڈیپارٹمنٹ

صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب

ہمارے دور میں انگلش کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ہوا کرتے تھے۔

آپ حضرت مسیح موعود کے خاندان کے چشم و چراغ ہیں حضرت مرزا عزیز احمد صاحب کے بڑے بیٹے اور حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے پوتے ہیں۔

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔

کالج کے قومیائے جانے کے غالباً فوراً بعد آپ کو کالج سے بلوا لیا گیا اور جماعتی اداروں میں خدمات پر مامور کر دیا گیا۔ آپ نے ناظر امور عامہ، ناظر امور خارجہ کے طور پر بھی کام کیا اور اب خلافت خامسہ کے آغاز سے ناظر اعلیٰ اور امیر مقامی کے طور پر دن رات خلیفۂ وقت کا دست و بازو بن کر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی صحت اور عمر میں برکت دے۔ آمین

پروفیسر محمد شریف خالد صاحب

ایم اے ایل ایل بی

ایف ایس سی میں ہماری کلاس کو انگلش A کا مضمون محترم پروفیسر محمد شریف خالد صاحب نے پڑھایا آپ کی Vocabulary بڑی زبردست تھی۔ آپ کو شعر و شاعری سے بھی شغف تھا۔ بعض اوقات غالب کا شعر بورڈ پر لکھ کر کہتے کہ اسے انگریزی زبان میں Explain کریں۔ ایسا ایک شعر خاکسار کو اب تک یاد ہے۔

واں گیا میں بھی تو اُن کی گالیوں کا کیا جواب
یاد تھیں جتنی دعائیں صرف درباں ہوگئیں

حقیقت تو یہ ہے کہ ہم نے اسے کیا Explain کرنا تھا یہ شعر تو ہمارے سروں کے اوپر سے گزر گیا تھا۔ بعض پنجابی شاعروں کے بھی آپ بڑے مداح تھے اور کہتے تھے کہ ان کا کلام اتنا گہرا ہے کہ اگر یورپ جیسے براعظم میں ہوتے تو شیکسپیئر کی طرح مشہور ہوتے۔

بعد میں خاکسار کی ان کے ساتھ ربوہ میں ملاقات ہوتی رہی ہے اور مل کر ہمیشہ خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ اب وہ وفات پا چکے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے۔ آمین

پروفیسر حمید احمد صاحب

آپ اس وقت نسبتاً Young تھے انگلش B کا مضمون ہمیں پڑھاتے تھے دارالرحمت شرقی میں ان کی رہائش تھی بعد میں وہ نائیجیریا گورنمنٹ ملازمت میں چلے گئے اور اب جرمنی میں Settled ہیں خاکسار کو 2000ء میں جلسہ سالانہ برطانیہ کے بعد جرمنی جانے کا اتفاق ہوا اور ایک جمعہ بیت نور فرینکفرٹ میں پڑھا۔ وہاں کئی سالوں بعد ان سے ملاقات ہوئی اور جتنے دن وہاں رہا کئی بار فون پر بات ہوتی رہی۔ اللہ تعالیٰ ان کی صحت اور عمر میں برکت دے۔ آمین

متفرق اساتذہ کا ذکر

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری

ٹی آئی کالج ربوہ میں ایک Theology کا مضمون ہوتا تھا جس میں قرآن کریم کا کچھ حصہ ہوتا تھا یہ مضمون پڑھانے کے لئے جامعہ احمدیہ سے حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری (خالد احمدیت) تشریف لاتے تھے۔ آپ سابق مشنری بلاد عربیہ تھے اور جماعت کے بہت بڑے عالم فاضل تھے۔ حضرت مصلح موعود نے حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کو اور آپ کو اور حضرت ملک عبدالرحمٰن خادم صاحب کو 1956ء کے جلسہ سالانہ پر خالد احمدیت کا خطاب دیا تھا۔

مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کے ایک صاحبزادے مولانا عطاء المجیب راشد صاحب (مشنری انچارج برطانیہ) ہم سے کالج میں ایک دو سال آگے تھے اور بڑے اچھے مقرر ہوا کرتے تھے۔

ملک محمد عبداللہ صاحب

Theology کے ایک اور پروفیسر ملک محمد عبداللہ صاحب تھے جن کے ایک صاحبزادے Ph.D ڈاکٹر مقبول احمد صاحب اسلام آباد ہمارے کلاس فیلو تھے۔ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب اور ملک محمد عبداللہ صاحب وفات پا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرماتا رہے۔ آمین

پروفیسر سلطان اکبر صاحب

شعبہ عربی سے متعلق تھے اور انہوں نے ہماری کلاس کو عربی Optional کا مضمون پڑھایا تھا۔ اب بھی بڑی شفقت فرماتے ہیں۔ آپ نے خاکسار کو حضرت خلیفہ اول کے اس عربی مکتوب اور قصیدہ کا ترجمہ کر کے دیا جو روحانی خزائن 7 میں شامل ہے اور صفحہ 149 سے شروع ہو کر صفحہ 153 پر ختم ہوتا ہے۔

خاکسار کی ایک بچی بھی ان سے ایم اے (عربی) میں پڑھتی رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی صحت اور عمر میں برکت دے۔ آمین

پروفیسر صوفی بشارت الرحمٰن صاحب

آپ شعبہ عربی کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ تھے اور کالج کی .Admn کے انچارج تھے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے قریبی احباب میں سے تھے اور کالج میں ان کا بڑا رعب اور دبدبہ ہوا کرتا تھا۔

آپ سے بعد میں بھی تعلق رہا۔ صدر مجلس کارپرداز اور ناظر تعلیم بھی رہے۔ وفات کے وقت وکیل التعلیم تحریک جدید کے طور پر خدمت بجا لا رہے تھے خاکسار کو ایک مرتبہ بتایا کہ خدا نے مجھے اگلے خلیفہ کے بارے میں بتایا ہوا ہے لیکن آپ کو نہیں بتاؤں گا پھر باتوں باتوں میں حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کا نام بھی لے گئے جس کی سمجھ کئی سال بعد 22 اپریل 2003ء کے انتخاب کے دوران آئی۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

پروفیسر شیخ محبوب عالم خالد صاحب

آپ شعبہ اردو کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ تھے آپ کو حضرت پرنسپل صاحب کا کلاس فیلو ہونے کا شرف حاصل تھا اس لئے حضور کے بہت قریب تھے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد ایک لمبا عرصہ پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثالث، ناظر مال آمد اور کئی اہم جماعتی عہدوں پر رہے۔ نہایت منکسر المزاج دعا گو بزرگ تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب کی وفات پر آپ کو صدر، صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کے منصب پر فائز فرمایا تھا اور اس خدمت کے دوران خلافت خامسہ کے ابتدائی سالوں میں آپ کی وفات ہوئی۔ اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائے۔ آمین

آپ کے ایک صاحبزادے پروفیسر منور شمیم خالد صاحب بھی کالج میں پولیٹیکل سائنس کے پروفیسر رہے ہیں۔

اردو کے شعبہ میں ہمارے ایف ایس سی کر جانے کے بعد ایک نامور شخصیت ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب بھی آئے جو اپنے ادبی کاموں اور

باقی صفحہ 3 پر

مشہور شہر

تاشقند۔ ازبکستان کا دار الحکومت

تاشقند (TASHKENT) نے اپنی تین ہزار سالہ تاریخ میں بہت سے نشیب و فراز دیکھے ہیں اس دوران اسے متعدد مرتبہ تباہ و برباد کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ ان سب باتوں کے باوجود یہ بین الاقوامی تجارت کا مرکز چلا آرہا ہے۔ یہاں بہت سی تاریخی یادگاریں ہیں۔ تاشقند کو قدیم عربی اور فارسی مخطوطات میں تاشکند لکھا گیا ہے۔ نخلستان چرچک میں دریائے آمو کی دائیں جانب کی ایک معاون ندی کے کنارے واقع اس شہر کو پرانے زمانے میں چوچی، چوشی، باشی کہا جاتا تھا۔ چینی رسم الخط میں اس کے معنی پتھر کے ہیں۔ ترکوں نے اسے تاشی کند کہنا شروع کر دیا تھا کیوں کہ ترکی زبان میں تاش پتھر کو اور کند گاؤں کو کہتے ہیں۔ یہ 16.41 درجے شمال اور 63.13 درجے مشرق میں واقع ہے۔ اس کی آبادی 23 لاکھ 9 ہزار 300 نفوس پر مشتمل ہے۔ یہ وسطی ایشیا کا قدیم ترین شہر ہے۔ جو پہلی صدی ق م میں بھی جانا اور پہچانا جاتا تھا۔ سوویت یونین کے زمانے میں یہ چوتھا بڑا شہر تھا۔ یہ سطح سمندر سے 1500 فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ اس کا ذکر چینی کتابوں میں بھی ملتا ہے۔

آٹھویں صدی عیسوی میں یہ شہر مسلمانوں کے قبضے میں آیا تیرھویں صدی سے قبل اس کی اقتصادی حالت بڑی اچھی تھی اور دور دور سے تاجر یہاں سودا سلف خریدنے کے لیے آتے تھے۔ اس کے بعد مشرقی ترکستان کے خان کچلوک نے اسے تباہ و برباد کر دیا۔ چودھویں صدی عیسویں میں یہ تیموری سلطنت کا حصہ بنا۔ 1865ء میں روس نے اس پر قبضہ کر لیا۔ روسی انقلاب کے بعد اسے بڑی ترقی ملی۔ اس کے باوجود پرانا شہر اور 12 دروازے جوں کے توں ہیں۔ روسی انقلاب کے بعد اس شہر کی وسعت اور آبادی میں اضافہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے خدوخال میں بھی جدیدیت کا رنگ بھر دیا گیا۔ جنوری 1966ء میں برصغیر پاک و ہند کے باہمی تنازعات کو ختم کرانے کے سلسلے میں سابق سوویت یونین کے وزیر اعظم الیکسی کوسیگن نے پاکستان کے سابق صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان اور بھارت کے وزیر اعظم لال بہادر شاستری کو یہاں بلایا اور دونوں کے مابین 1965ء کی جنگ سے پیدا ہونے والی اختلافات کی خلیج کو پاٹنے میں اہم کردار ادا کیا۔ یہاں وزیر اعظم سوویت یونین کی موجودگی میں دس روزہ کانفرنس ہوئی بالآخر 10 جنوری 1966ء کو دونوں ملکوں کے مابین معاہدہ تاشقند طے پا گیا اسے معاہدہ امن کا بھی نام دیا گیا۔

1966ء میں یہاں ایک شدید زلزلہ آیا جس نے یہاں بڑی تباہی مچائی اور اس کا بیشتر حصہ تباہ و برباد ہو گیا لیکن سوویت یونین کی کوششوں سے شہر کی عظمت رفتہ کو پھر سے بحال کر دیا گیا۔

صنعتی ترقی

صنعتی اعتبار سے یہ بڑا ترقی یافتہ شہر ہے۔ سوویت یونین کے زمانے میں بھی اسے بڑی اہمیت حاصل تھی۔ یہاں کپاس، چنے صاف کرنے، سوت کاتنے، کپڑا بننے، بجلی اور عمارتی سامان تیار کرنے کی صنعتیں روز افزوں ہے۔ سوویت یونین کی سب سے بڑی ٹیکسٹائل مل یہاں قائم کی گئی جو تا حال ازبکستان کے شہروں کے لیے عمدہ قسم کا کپڑا تیار کر رہی ہے۔

تعلیمی ترقی

تعلیمی لحاظ سے بھی اس شہر کی اہمیت کچھ کم نہیں ہے۔ یہاں 1919ء میں یونیورسٹی وی آئی لینن کے نام سے قائم کی گئی ازاں بعد اور کئی یونیورسٹیاں قائم کی گئیں جن میں ہر قسم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ازبک اکیڈمی آف سائنسز اور دیگر صنعتی تعلیم کے ادارے اس شہر کی ترقی میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں تاشقند میں اسلامی تعلیم کے ادارے کو بھی اہمیت حاصل ہے یہاں ازبکستان کے دور دراز سے طلباء اپنی تعلیم حاصل کرنے کے لیے آتے ہیں۔ یہ شہر قدیم اور جدید عمارتوں کا امتزاج ہے۔ تاشقند کے لوگ باہم میل جول کو بہت پسند کرتے ہیں۔ ان کی مہمان نوازی کے قصے بھی بڑے مشہور ہیں۔ پیلاف (PILAF) یہاں کی عمدہ ڈش ہے۔ قابل دید مقامات درج ذیل ہیں:

ازبک اکیڈمی آف سائنسز

یہ ایک ایسا ادارہ ہے جہاں ادب کے نایاب شہ پارے محفوظ کئے گئے ہیں۔ عربی کی ایک لغت 6 لاکھ الفاظ پر مشتمل ہے اسے 1359ء میں مرتب کیا گیا 14 ویں صدی کے ازبک شاعر خوارزمی (KHOREZMI) اور ڈربک (DURBEK) کے نایاب مسودے اس کی لائبریری میں آج بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

تاشقند عجائب گھر

تاشقند عجائب گھر بھی دیکھنے سے متعلق ہے یہاں بہت سے عجوبے محفوظ کئے گئے ہیں۔

کھیل کے میدان

تاشقند کے باشندے کھیل کود کے بڑے شوقین ہیں۔ اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ یہاں کھیلوں کے چار وسیع و عریض میدان ہیں۔ جہاں مقامی کھیلوں کے علاوہ بین الاقوامی کھیلوں کے مقابلے بھی منعقد کرائے جاتے ہیں۔

ابلاغیات کی ترقی

یہاں کے ریڈیو اور ٹی وی سٹیشنوں کی عمارات بڑی دیدہ زیب ہیں اور یہ نشریاتی ادارے مقامی باشندوں کو سستی تفریح کا سامان مہیا کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہاں خواندگی کا تناسب 100 فیصد ہے اور لوگوں میں اخبار خرید کر پڑھنے کا رجحان عام ہے۔

مواصلات کا نظام

شہر میں مواصلات کا نظام بہت بہتر طریق سے چلایا جا رہا ہے۔ یہاں ریلوے سٹیشن اور بس سروس بھی ہے۔ 1980ء میں ٹریفک کے ہجوم کو کم کرنے کے لیے زیر زمین ریلوے (میٹرو) کی تعمیر کا منصوبہ بنایا گیا۔ تاشقند کے ہوائی اڈے سے آپ دنیا کے کسی بھی کونے میں جا سکتے ہیں۔

آب وہوا

اس کا موسم گرمیوں میں گرم اور سردیوں میں سخت سرد رہتا ہے۔ جولائی میں درجہ حرارت 47 درجے سنٹی گریڈ تک جا پہنچتا ہے۔ جب کہ جنوری میں منفی تیس درجے سینٹی گریڈ کا لطف اٹھایا جا سکتا ہے۔

مرزا غالب سے اہل تاشقند کی محبت

مرزا غالب کے آباؤ اجداد کا تعلق تاشقند سے تھا اس لیے یہاں کے ایک محلے کا نام کوچہ مرزا غالب اور ایک مسجد کا نام مسجد غالب رکھا گیا ہے۔ نامور سائنسدان البیرونی کے نام سے بھی ایک محلہ ہے۔ ملا نصیر الدین کا تعلق بھی تاشقند سے تھا۔ (مرسلہ: مکرم امان اللہ امجد صاحب)

☆☆......☆......☆☆

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

۞ مکرم ڈاکٹر محمد صادق جنجوعہ صاحب دار العلوم غربی خلیل ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی پوتی طوبیٰ لقمان نے 8 سال کی عمر میں خدا تعالیٰ کے فضل سے قرآن مجید ناظرہ کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ اس کی تقریب آمین مورخہ 8 اکتوبر 2014ء کو گھر پر ہی ہوئی۔ خاکسار نے بچی سے قرآن مجید کے مختلف حصے سنے اور دعا کروائی۔ بچی کو قرآن مجید پڑھانے کی سعادت اس کی والدہ محترمہ شائستہ لقمان صاحبہ کو نصیب ہوئی۔ بچی مکرم عزیز احمد ڈوگر صاحب آف مغل پورہ لاہور کی نواسی ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ یہ اعزاز بچی کیلئے مبارک کرے، اس کو قرآن مجید بار بار پڑھنے، اس کا ترجمہ سمجھنے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین

ولادت

۞ مکرم سفیر احمد طاہر صاحب مربی سلسلہ خانپور ضلع رحیم یار خان تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو اپنے فضل سے مورخہ 30۔ اکتوبر 2014ء کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ جس کا نام ایانہ احمد تجویز ہوا ہے۔ جو وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ نومولودہ مکرم انوار احمد صاحب آف پھیرو چیچی ضلع عمرکوٹ کی پوتی، مکرم احسان اللہ صاحب آف کنری ضلع عمرکوٹ کی نواسی اور مکرم عطاء اللہ درویش صاحب آف کنری ضلع عمرکوٹ کی نسل سے ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو نیک، صالحہ، خادمہ دین، لمبی عمر والی اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

۞ مکرم محمد خان ڈھڈی صاحب ساکن نصیر آباد غالب ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی والدہ محترمہ صاحب بی بی صاحبہ اہلیہ محترم احمد یار ڈھڈی صاحب مرحوم 85 سال کی عمر میں دل کی تکلیف کے باعث مورخہ 11 نومبر 2014ء کو وفات پا گئیں۔ آپ کی نماز جنازہ بیت الغالب میں محترم حکیم احمد یار صاحب امام الصلوۃ نصیر آباد غالب نے پڑھائی اور عام قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ والدہ مرحومہ بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں۔ خود دعاؤں کے ذریعہ احمدی ہوئیں خاندان حضرت مسیح موعود کے ساتھ ذاتی تعلق تھا۔ احمدیت اور خلافت احمدیہ کی فدائی اور خدمت گار تھیں اپنے پیچھے 4 بیٹے اور 2 بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند کرے، پسماندگان کو صبر جمیل اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆......☆......☆☆

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام (پاکستانی وقت کے مطابق)

پروگراموں میں 20،15 منٹ کی کمی بیشی یا تبدیلی کی جاسکتی ہے

27 نومبر 2014ء

12:30 am	فرنچ سروس
1:30 am	دینی وفقہی مسائل
2:05 am	کڈز ٹائم
2:30 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 6 فروری 2009ء
4:00 am	انتخاب سخن
5:05 am	عالمی خبریں
5:25 am	تلاوت قرآن کریم
5:40 am	الترتیل
6:15 am	حضور انور کا خطاب بر موقع جلسہ سالانہ جرمنی
7:10 am	دینی وفقہی مسائل
7:50 am	ایم ٹی اے ورائٹی
8:50 am	فیتھ میٹرز
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم
11:25 am	یسرنا القرآن
11:50 am	Beverly Hills میں ایک استقبالیہ تقریب منعقدہ 11 مئی 2013ء
1:10 pm	In-Depth
1:40 pm	الف اردو
1:55 pm	ترجمۃ القرآن کلاس
3:00 pm	انڈونیشین سروس
4:05 pm	جاپانی سروس
5:05 pm	تلاوت قرآن کریم، درس حدیث
5:30 pm	یسرنا القرآن
5:55 pm	In Depth
6:25 pm	کسر صلیب
7:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 6 فروری 2009ء
8:05 pm	الف اردو
8:35 pm	Persian Service
9:15 pm	ترجمۃ القرآن کلاس
10:25 pm	یسرنا القرآن
10:50 pm	عالمی خبریں
11:10 pm	Beverly Hills میں استقبالیہ تقریب

28 نومبر 2014ء

5:00 am	عالمی خبریں
5:20 am	تلاوت قرآن کریم درس حدیث
5:45 am	یسرنا القرآن
6:10 am	Beverly Hills میں استقبالیہ تقریب 11 مئی 2013ء
7:30 am	پشتو سروس
8:10 am	ترجمۃ القرآن کلاس
9:15 am	کسر صلیب
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم درس حدیث
11:40 am	یسرنا القرآن
12:10 pm	(دعوت الی اللہ) سیمینار
12:45 pm	سرائیکی سروس
1:15 pm	راہ ہدیٰ
2:45 pm	انڈونیشین سروس
3:50 pm	دینی وفقہی مسائل
4:20 pm	تلاوت قرآن کریم درس حدیث
4:30 pm	غزوات نبوی ﷺ
6:00 pm	خطبہ جمعہ Live
7:35 pm	Shotter Shondhane
8:40 pm	دعائے مستجاب
9:20 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 28 نومبر 2014ء
10:30 pm	یسرنا القرآن
11:00 pm	عالمی خبریں
11:35 pm	(دعوت الی اللہ) سیمینار

سمارٹ آئی گلاسز

ٹوکیو میں الیکٹرانکس کمپنی سونی نے ایک ایسی عینک متعارف کروائی ہے جس سے آپ لکھی گئی خاص تحریریں، تصاویر اور مختلف گرافکس بھی دیکھ سکیں گے، اس عینک کا نام کمپنی نے "سمارٹ آئی گلاسز" رکھا ہے۔ عینک کے شفاف شیشوں پر ایک موبائل فون کی سکرین کی طرح سہولتیں متعارف کروائی گئی ہیں، اس عینک میں کچھ حساس آلات لگائے گئے ہیں جیسا کہ CMOS امیج سینسر، گیروسکوپ، ایکسیلر ومیٹر، الیکٹرانک کمپاس، برائٹنیس سینسر اور مائیکروفون، ان سب حساس آلات کی مدد سے اس عینک کو پہننے والے کو مختلف قسم کی انفارمیشنز بھی مل جایا کریں گی۔

(روزنامہ ایکسپریس 19 ستمبر 2014ء)

ربوہ میں طلوع وغروب 19۔نومبر

طلوع فجر	5:15
طلوع آفتاب	6:37
زوال آفتاب	11:53
غروب آفتاب	5:10

ایم ٹی اے کے آج کے اہم پروگرام

19 نومبر 2014ء

6:25 am	گلشن وقف نو
9:50 am	لقاء مع العرب
11:50 am	حضور انور کا خطاب بر موقع جلسہ سالانہ جرمنی 16۔اگست 2009ء
2:15 pm	سوال وجواب
6:10 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 30 جنوری 2009ء
8:20 pm	دینی وفقہی مسائل

کار برائے فروخت

ٹویوٹا SE- Saloon آٹو میٹک ماڈل 2004ء

غلام عباس دارالبرکات ربوہ 0345-7599720
0334-6202486

مکان برائے فروخت (اڑھائی مرلہ)

گراونڈ فلور: ڈرائنگ روم، بیڈروم، باتھ روم، کچن، ٹی وی لاؤنج، گیراج
فرسٹ فلور: کمرہ، ممٹی، صحن، باتھ روم
مکان نمبر 22/16 دارالنصر وسطی ربوہ
Mob: 0333-6719097

Rehman Rubber Rollers & Engineering Works

Manufacturers:
Paper, Chip Board and Tanneries Rolls
Marketing Managing Director:
Mujeeb-ur-Rehman
0345-4039635
Naveed ur Rehman
0300-4295130
Band Road Lahore.

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
15 لندن روڈ، مورڈن SM4 5HT
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

FR-10

LEARN
Dutch Language
(ہالینڈ کی زبان)
Complete Test Preparation
Contact: Tahir Khalid
Phone:0334-6209424

کمرشل جگہ برائے فروخت

تین اطراف سے خالی پلاٹ سرکاری لیز والی زمین قبضہ گیر کے نام۔ مین جلو روڈ بالمقابل گھر کی ہسپتال باٹا پور لاہور واقع ہے۔ کل رقبہ 13 مرلہ جس میں تعمیر شدہ 7 مرلہ ہے۔ جس میں پانچ کمرے کچن اور باتھ شامل ہے۔ گیس اور بجلی کے کنکشن موجود ہیں۔ بمطابق ضرورت 6-6 مرلہ کی تقسیم بآسانی ہوسکتی ہے۔

کمرشل پلازہ اور رہائشی ہوسٹل کے لئے موزوں ترین جگہ

برائے رابطہ 0344-4422885
0311-4422885

فیصل ٹریڈنگ کمپنی اینڈ ہارڈ ویئر سٹور

چپ بورڈ، پلائی ووڈ، ویز بورڈ، لیمینیشن بورڈ فلش ڈور، مولڈنگ کے لئے تشریف لائیں۔

نیز گھروں کی تعمیر اور انٹیریئر ڈیکوریشن کی جاتی ہے

145۔ فیروز پور روڈ جامعہ اشرفیہ لاہور
Cell:0332-4828432,0323-3354444
طالب دعا: قیصر خلیل خاں

سامان برائے فروخت

صوفہ، واکر، بیڈ، قالین، سائیکل، A.C، کوشن بڑے 4
کوشن چھوٹے 6، 2Baby Baskit،
Possh Chair، ائیر کولر

دارالعلوم غربی حلقہ صادق مکان نمبر 19/6
047-6213355,0336-7626034

آسامیاں خالی ہیں

(1) ہومیو پیتھک ڈاکٹر تنخواہ حسب قابلیت
(2) کمپیوٹر آپریٹر تنخواہ حسب قابلیت
(3) متفرق شعبہ جات میں آسامیاں خالی ہیں۔
اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی درخواست صدر صاحب محلّہ کی تصدیق کے ساتھ لائیں۔

کیور ہومیڈیسن کمپنی انٹرنیشنل ربوہ

047-6211866
047-6212761